

# اسرائیل کی صحافیوں کے خلاف جنگ

جب آپ کوئی جرم کرتے ہیں، تو آپ نہیں چاہتے کہ کیمرے میں قید ہو جائیں۔ غزہ میں صحافی ایک نسل کشی کے آخری زندہ گواہ تھے۔ وہ انسان جو بدترین حالات میں پھنسے ہوئے تھے، اپنے ہی لوگوں، دوستوں اور خاندانوں کے قتل عام کو دستاویزی شکل دینے پر مجبور تھے۔

ان کے پاس چھپے ہٹنے کا عیاشی نہیں تھی۔ جو سڑکیں انہوں نے فلمائیں، وہ ان کی اپنی سڑکیں تھیں۔ جن جنازوں کی وہ تصاویر لیتے تھے، وہ ان کے پڑوسیوں، دوستوں اور رشتہ داروں کے تھے۔ وہ وہی کم ہوتے ہوئے کھانے کے ذخائر سے کھاتے تھے، وہی آلودہ پانی پیتے تھے، اور وہی عارضی پناہ گاہوں میں سوتے تھے۔

ہر نشریات، ہر تصویر، ہر سوشل میڈیا پوسٹ جو انہوں نے شیئر کی، وہ مٹانے کی مشینری کے خلاف ایک بغاوت کا عمل تھا۔ اور ایک ایک کر کے، ان کا شکار کیا گیا اور انہیں قتل کر دیا گیا۔

یہ جنگ کا دھندلا پن نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کی دانستہ تباہی ہے جو اسے بے نقاب کرنے کی جرات کرتے ہیں۔

## شمار یاتی ثبوت

7 اکتوبر 2023 سے غزہ کے تنازع نے ریکارڈ شدہ تاریخ میں صحافیوں کی سب سے زیادہ شرح اموات پیدا کی ہے: 130.81 صحافی فی سال قتل ہوئے۔ دیگر جنگوں میں یہ تعداد شاذ و نادر ہی ایک ہندسے سے زیادہ ہوتی ہے۔

عالمی تنازعات میں فی سال صحافیوں کی اموات کا معیاری انحراف اتنا کم ہے کہ غزہ کی تعداد 96.82 کا z-اسکور پیدا کرتی ہے۔ جو سائنسی تجزیہ میں صفر مفروضے کو مسترد کرنے کے لیے استعمال ہونے والے 3σ دہلیز سے کہیں زیادہ ہے۔ سادہ زبان میں: اس کے بے ترتیب ہونے کا کوئی شمار یاتی امکان نہیں ہے۔ یہ ایک غیر معمولی بات ہے، اور غزہ کے غیر ملکی پریس پر مکمل پابندی کے تناظر میں، یہ براہ راست دانستہ ہدف بنانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

| جنگ                    | دورانیہ (سال) | قتل شدہ صحافی | فی سال قتل شدہ صحافی |
|------------------------|---------------|---------------|----------------------|
| چینی خانہ جنگی         | 4.34          | 2             | 0.46                 |
| کوریائی جنگ            | 3.09          | 5             | 1.62                 |
| ویتنام جنگ             | 19.50         | 63            | 3.23                 |
| الجزائری جنگ           | 7.68          | 4             | 0.52                 |
| لبنانی خانہ جنگی       | 15.59         | 16            | 1.03                 |
| سوویت-افغان جنگ        | 9.17          | 7             | 0.76                 |
| پہلی خلیجی جنگ         | 0.58          | 3             | 5.17                 |
| یوگوسلاو جنگ           | 10.38         | 14            | 1.35                 |
| پہلی چیچن جنگ          | 1.73          | 6             | 3.47                 |
| دوسری چیچن جنگ         | 9.70          | 6             | 0.62                 |
| عراق جنگ               | 8.84          | 31            | 3.51                 |
| افغانستان جنگ          | 19.75         | 23            | 1.16                 |
| دوسری کانگو جنگ        | 4.96          | 4             | 0.81                 |
| دارفور تنازع           | *22.17        | 10            | 0.45                 |
| شامی خانہ جنگی         | *14.49        | 35            | 2.42                 |
| لیبیا خانہ جنگی (2011) | 0.69          | 2             | 2.90                 |
| یمنی خانہ جنگی         | *10.52        | 12            | 1.14                 |
| غزہ تنازع              | 1.85          | 242           | 130.81               |

\* 11 اگست 2025 تک جاری تنازعات۔

قانونی مضمرات

بین الاقوامی انسانی قانون واضح ہے۔ اضافی پروٹوکول I (1977) کا آرٹیکل 79 صحافیوں کو شہریوں کے طور پر واضح طور پر تحفظ دیتا ہے، جب تک کہ وہ براہ راست دشمنیوں میں حصہ نہ لیں۔ جنیوا کنونشن IV کا آرٹیکل 27 تمام شہریوں کے لیے انسانی سلوک کا تقاضا کرتا ہے۔ اضافی پروٹوکول I کا آرٹیکل 51 شہریوں پر کسی بھی حملے کی ممانعت کرتا ہے۔ آئی سی سی کے روم سٹیٹ کا آرٹیکل 8(2)(b)(i) شہریوں کو دانستہ طور پر نشانہ بنانے کو جنگی جرم قرار دیتا ہے۔

روایتی بین الاقوامی انسانی قانون کا قاعدہ 34 صحافیوں پر حملوں کو مکمل طور پر منع کرتا ہے۔ یہ تحفظات یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس کے آرٹیکل 19 اور ICCPR کے آرٹیکل 19 کے ذریعے تقویت پاتے ہیں، جو معلومات تلاش کرنے، حاصل کرنے اور شیئر کرنے کے حق کی ضمانت دیتے ہیں۔

غزہ میں، یہ قوانین پھاڑ دیے جا رہے ہیں۔ غیر ملکی پریس پر ریاستی پابندی، تقریباً ہر معروف مقامی رپورٹر کے دانستہ قتل کے ساتھ مل کر، کوئی اتفاقہ نہیں ہے۔ یہ ایک دباؤ کی حکمت عملی ہے۔

## لیس اسٹڈیز

یہ نام محض ہلاکتوں کی فہرست میں اندراجات سے زیادہ ہیں۔ یہ وہ زندگیاں ہیں جو بیچ حملے میں کاٹ دی گئیں۔ وہ لوگ جو رانفلز کے بجائے کیمرے، گولیوں کے بجائے مائیکروفون اٹھائے ہوئے تھے۔ ہر ایک نے نسل کشی سے بچنے کے ساتھ ساتھ اسے دنیا کے لیے دستاویزی شکل دینے کا ناممکن دوہرا بوجھ اٹھایا۔ وہ دور دراز کے محفوظ دفاتر سے کام نہیں کر رہے تھے؛ ان کے دفاتر وہ سرٹکیں تھیں جو بمباری کے نیچے تھیں، زخمیوں سے بھرے ہوئے ہسپتال کے راہداریاں، اور گھروں کے لمبے جو قبروں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ اسرائیل کی صحافیوں کے خلاف جنگ کے پیمانے اور ارادے کو سمجھنے کے لیے، ہمیں ان لوگوں کی کہانیوں سے آغاز کرنا ہوگا جنہیں خاموش کر دیا گیا۔ نہ کہ اعداد و شمار کے طور پر، بلکہ انسانوں کے طور پر۔

## حسام شبات

حسام شبات 23 سال کا تھا، شمالی غزہ میں الجزیرہ مباشر کے لیے ایک فلسطینی نامہ نگار اور امریکہ میں مقیم ڈراپ سائٹ نیوز کے لیے تعاون کنندہ۔ بیت حانون میں پیدا ہوا، وہ محاصرے کے تحت پروان چڑھا، لیکن پھر بھی اس کے عام خواب تھے۔ کریجویشن، کام، ایک دن بغیر چیک پوائنٹس اور کرفیو کے زندگی گزارنا۔

یہ خواب 7 اکتوبر 2023 کے بعد بدل گئے۔ 18 ماہ تک حسام نے شمالی غزہ میں جنگ کے ہولناکیوں کو منٹ بہ منٹ دستاویزی شکل دی۔ اس نے فضائی حملوں، بڑے پیمانے پر نقل مکانی، قحط اور اپنے خاندان کے ریسٹوران کی تباہی کی رپورٹنگ کی۔ اس نے تیس سے زائد رشتہ داروں کو کھودیا، لیکن کبھی کام بند نہیں کیا۔ وہ اکثر اسکولوں، فٹ پاتھوں یا خیموں میں سوتا تھا۔ اس نے مہینوں بھوک برداشت کی۔ اسے باقاعدگی سے موت کی دھمکیاں ملتی تھیں۔

24 مارچ 2025 کو، اسرائیل کے مختصر جنگ بندی ختم کرنے کے چند دن بعد، حسام ایک رہائشی کا انٹرویو لے رہا تھا، اس سے پہلے کہ وہ بیت لایہیا میں انڈونیشن ہسپتال میں براہ راست نشریات کے لیے جائے۔ اس نے واضح طور پر نشان زدہ پریس ویسٹ پہن رکھی تھی۔ اس کی کار، جو قریب ہی پارک تھی، سفر کے لیے تیار تھی۔

ایک اسرائیلی ڈرون آپریٹر۔ جو تقریباً یقینی طور پر اسے شناخت کر سکتا تھا۔ نے ایک ہی میزائل فائر کیا۔ یہ اس کی کار کے پاس جا کر لگا، جس سے وہ فوری طور پر ہلاک ہو گیا۔ ساتھی صحافی احمد البرش، جو صرف 50 میٹر دور تھا، اس کے ساتھ شامل ہونے والا تھا۔ یہ حملہ بے ترتیب توپ خانے کا نہیں تھا؛ یہ ایک تیرتے، مشاہدہ کرنے والی مشین سے دانستہ قتل تھا۔

اس کے آخری الفاظ، جو اس کی موت کی صورت میں تیار کیے گئے تھے، یہ تھے:

”اگر آپ یہ پڑھ رہے ہیں، تو اس کا مطلب ہے کہ میں مار دیا گیا ہوں۔ غالباً اسرائیلی قبضے کی فورسز نے دانستہ طور پر نشانہ بنایا۔ جب یہ سب شروع ہوا، میں صرف 21 سال کا تھا۔ ایک کالج کا طالب علم جس کے خواب ہر کسی کی طرح تھے۔ پچھلے 18 ماہ سے، میں نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اپنے لوگوں کے لیے وقف کیا۔ میں نے شمالی غزہ کے ہولناکیوں کو منٹ بہ منٹ دستاویزی شکل دی، اس عزم کے ساتھ کہ دنیا کو وہ سچائی دکھاؤں جو وہ دفن کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں فٹ پاتھوں پر، اسکولوں میں، خیموں میں۔ جہاں کہیں بھی سوتا تھا۔ ہر روز بقا کی جنگ تھی۔ میں نے مہینوں بھوک برداشت کی، لیکن کبھی اپنے لوگوں کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ خدا کی قسم، میں نے ایک صحافی کے طور پر اپنا فرض پورا کیا۔ میں نے سچائی رپورٹ کرنے کے لیے سب کچھ خطرے میں ڈالا، اور اب، آخر کار، میں آرام میں ہوں۔ جو کہ پچھلے 18 ماہ میں میں نے نہیں جانا۔ میں نے یہ سب اس لیے کیا کیونکہ میں فلسطینی مقصد پر یقین رکھتا ہوں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ زمین ہماری ہے، اور اسے دفاع کرتے ہوئے اور اس کے لوگوں کی خدمت کرتے ہوئے مرنا میری زندگی کا سب سے بڑا اعزاز تھا۔

اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں: غزہ کے بارے میں بات کرنا بند نہ کریں۔ دنیا کو نظریں ہٹانے نہ دیں۔  
لڑتے رہیں، ہماری کہانیاں سننے رہیں۔ جب تک فلسطین آزاد نہ ہو۔  
— آخری بار کے لیے، حسام شبات، شمالی غزہ سے۔

## فاطمہ حسونہ

فاطمہ حسونہ 25 سال کی تھی، غزہ شہر کی رہائشی اور اس انکلیو میں کام کرنے والی چند باقی خواتین فوٹو جرنلسٹوں میں سے ایک تھی۔ ایپلائڈ سائنسز یونیورسٹی کالج سے ملٹی میڈیا میں گریجویٹ، اسے تباہی کے درمیان لچک کو پکڑنے کی گہری نظر تھی۔

اس کی تصاویر محض تصاویر نہیں تھیں۔ وہ محاصرے کے تحت زندگی کے ٹکڑے تھے۔ بمباری شدہ سڑکوں پر ایک دوسرے کا بیچھا کرتے بچے۔ تباہ شدہ باورچی خانے کے ڈھانچے میں روٹی گوندھتی خواتین۔ ایک باپ جو اپنے بیٹے کے چھوٹے جسم کو سفید لفن میں لپیٹ کر پکڑے ہوئے تھا۔ اس کا کام بین الاقوامی میڈیا میں شائع ہوا اور 2025 کے دستاویزی فلم اپنی روح کو اپنے ہاتھ پر رکھو اور چلو میں، جو کانز کے لیے منتخب ہوئی۔

وہ منگنی شدہ تھی اور کبھی کبھار دوستوں کے ساتھ اس بات پر ہنستی تھی کہ وہ کس قسم کا عروسی لباس پہن سکتی ہے، یہاں تک کہ جب وہ خطرناک زونز میں اپنا کیمرا لے جاتی تھی۔ اپریل 2025 میں، اس نے دستاویزی فلم کے ڈائریکٹر کو بتایا کہ وہ کانز کی نمائش میں شرکت کرے گی۔ لیکن وہ غزہ واپس آئے گی، کیونکہ ”میرے لوگوں کو یہاں میری ضرورت ہے۔“

16 اپریل 2025 کو، اسرائیلی میزائلوں نے شمالی غزہ میں پانچ منزلہ عمارت کے دوسرے فلور پر اس کے خاندان کے اپارٹمنٹ پر حملہ کیا۔ فاطمہ، اس کے خاندان کے چھ افراد، اور اس کی حاملہ بہن فوری طور پر ہلاک ہو گئے۔ فورنرک آرکیٹیکچر نے نتیجہ اخذ کیا کہ یہ حملہ ضمنی نقصان نہیں تھا بلکہ اس کے اپارٹمنٹ پر براہ راست حملہ تھا۔ اس نے ایک بار پوسٹ کیا تھا: ”اگر میں مر جاؤں، تو میں ایک بلند آواز موت چاہتی ہوں۔“ اسے وہ مل گئی۔ دنیا کو بس سننا ہے۔

## انس الشریف

انس الشریف 28 سال کا تھا، غزہ میں الجزیرہ کے سب سے معروف نامہ نگاروں میں سے ایک۔ جبالیہ پناہ گزین کیمپ سے تعلق رکھنے والا، اس نے اپنی پوری زندگی محاصرے کے تحت گزاری تھی۔ دسمبر 2023 میں، اس کا باپ ایک اسرائیلی فضائی حملے

میں مارا گیا۔ دوستوں نے اسے شمالی غزہ سے انخلا کرنے کی ترغیب دی۔ اس نے انکار کر دیا۔ ”اگر میں چلا گیا، ”اس نے کہا، ”تو یہ کہانی کون سنائے گا؟“

انس کی رپورٹنگ ایکس اور ٹیلیگرام کے ذریعے لاکھوں تک پہنچی۔ اس نے بمباری کے فوراً بعد فلم بنائی، اس کی آواز مستحکم رہی یہاں تک کہ جب دھماکوں کی گونج سنائی دیتی تھی۔ اس نے بھوک سے متاثرہ محلوں، عارضی ہسپتالوں، اور جنازوں کے جلو سوں سے رپورٹ کیا۔ وہ غزہ کے عزم کا ایک علامت بن گیا تھا۔ اور ایک واضح ہدف۔

10 اگست 2025 کو، وہ اور پانچ دیگر صحافی الشفا ہسپتال کے قریب ایک خیمے کے اندر تھے، جو پریس کے لیے ایک معروف مقام تھا۔ ایک اسرائیلی میزائل نے براہ راست حملہ کیا، جس سے سب چھ ہلاک ہو گئے۔

اس کا آخری پیغام، جو اپریل 2025 میں تیار کیا گیا تھا، اس کی موت کے بعد شائع ہوا:

”یہ میری وصیت اور میرا آخری پیغام ہے۔ اگر یہ الفاظ آپ تک پہنچتے ہیں، تو جانیں کہ اسرائیل نے مجھے مارنے اور میری آواز کو خاموش کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ سب سے پہلے، آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔

اللہ جانتا ہے کہ میں نے جبالہ پناہ گزین کیمپ کے گلی کوچوں میں زندگی کے لیے آنکھیں کھولنے کے بعد سے اپنے لوگوں کے لیے ایک سہارا اور آواز بننے کے لیے اپنی تمام کوششیں اور طاقت دی۔ میری امید تھی کہ اللہ میری زندگی کو طول دے تاکہ میں اپنے خاندان اور بیماریوں کے ساتھ اپنے اصلی شہر، مقبوضہ عسقلان (الجلج) واپس جا سکوں۔ لیکن اللہ کی مرضی سب سے پہلے آئی، اور اس کا فیصلہ حتمی ہے۔ میں نے ہر تفصیل میں درد کو جیا، کئی بار تکلیف اور نقصان کا مزہ چکھا، لیکن میں نے ایک بار بھی سچائی کو اس طرح پیش کرنے میں ہچکچاہٹ نہیں کی جیسا کہ وہ ہے، بغیر مسخ کیے یا جھوٹ کے۔ تاکہ اللہ ان لوگوں کے خلاف گواہی دے جو خاموش رہے، جنہوں نے ہمارے قتل کو قبول کیا، جنہوں نے ہمارے سانسوں کو دبایا، اور جن کے دل ہمارے بچوں اور عورتوں کے بکھرے ہوئے باقیات سے متاثر نہ ہوئے، جنہوں نے ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصے سے ہمارے لوگوں کے سامنے آنے والی قتل عام کو روکنے کے لیے کچھ نہیں کیا۔

میں آپ کو فلسطین سوچتا ہوں۔ مسلم دنیا کے تاج کا جوہر، اس دنیا کے ہر آزاد انسان کے دل کی دھڑکن۔ میں آپ کو اس کے لوگوں، اس کے مظلوم اور معصوم بچوں کو سوچتا ہوں جنہیں کبھی خواب دیکھنے یا امن و امان

میں جینے کا وقت نہیں ملا۔ ان کے پاکیزہ جسم اسرائیلی بموں اور میزائلوں کے ہزاروں ٹن کے نیچے کچل دیے گئے، پھاڑ دیے گئے اور دیواروں پر بکھر گئے۔

میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ زنجیریں آپ کو خاموش نہ کریں، نہ ہی سرحدیں آپ کو روکیں۔ زمین اور اس کے لوگوں کی آزادی کی طرف پل بنیں، جب تک کہ عزت اور آزادی کا سورج ہمارے چھینے ہوئے وطن پر نہ چمکے۔ میں آپ کو اپنے خاندان کی دیکھ بھال سونپتا ہوں... میری پیاری بیٹی شام... میرا پیارا بیٹا صلاح... میری پیاری ماں... اور میری زندگی بھر کی ساتھی، میری پیاری بیوی ام صلاح (بیان)۔ ان کے ساتھ کھڑے ہوں، ان کی حمایت کریں۔

اگر میں مر جاؤں، تو اپنے اصولوں پر ثابت قدم رہ کر مر جاؤں گا۔ میں اللہ کے سامنے گواہی دیتا ہوں کہ میں اس کے فیصلے سے مطمئن ہوں، اس سے ملنے کا یقین رکھتا ہوں، اور یقین رکھتا ہوں کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور ابدی ہے۔ اے اللہ، مجھے شہداء میں قبول فرما... غزہ کو نہ بھولو... اور اپنی خالص دعاؤں میں مجھے معافی اور قبولیت کے لیے نہ بھولو۔

— انس جمال الشریف، 6 اپریل 2025 —

## نتیجہ

یہ بے ترتیب اموات نہیں تھیں۔ یہ انسان تھے۔ بیٹوں، بیٹیوں، والدین، دوستوں۔ جو محاصرے، بمباری، قحط کے تحت کام کرتے ہوئے دنیا کو حقیقی وقت میں ایک نسل کشی دکھا رہے تھے۔ انہوں نے اپنے پڑوسیوں کی طرح ہی کم کھانا کھایا، وہی مردوں کے لیے سوگ منایا، اور وہی ملبے سے بھری سڑکوں پر چلے۔ اور انہوں نے اپنے کیمرے چلائے رکھے یہاں تک کہ وہ خود کسی اور کی فوٹج کا موضوع بن گئے۔

جب ایک ریاست اس پیمانے پر صحافیوں کو قتل کرتی ہے، تو وہ افراد کو خاموش نہیں کرتی۔ وہ سچائی کا قتل کرتی ہے۔ حسام شبات، فاطمہ حسونہ، انس الشریف اور سینکڑوں دیگر کی اموات، غزہ میں ہو رہے واقعات کے ریکارڈ کو مٹانے کے لیے ایک منظم مہم کے دانستہ اقدامات ہیں۔

تاریخ انہیں یاد رکھے گی۔ واحد سوال یہ ہے کہ کیا دنیا انصاف کی تلاش کے ذریعے ان کی عزت کرے گی، یا انہیں اس خاموشی میں چھوڑ دے گی جو ان کے قاتلوں نے مسلط کرنے کی کوشش کی۔